www.emarsiya.com

ا۔ ثر و لکھنوی

مرثیہ

یارب فروغ دے مرے ماہ کمال کو — جودت عطا ہو طبع کو وسعت خیال کو
تو ہے کریم رد نہ کرے گا سوال کو — چاہے تو دم میں بدر بنا دے ہلال کو
مقبول مثل دعبل و حسان کلام ہو
بخشے جو تو کمال تو روشن بھی نام ہو

وہ دشت کربلا کی فضا اور وہ نور صبح — تسبیح خواں درختوں پہ ہر سو طیور صبح
گل کی شگفتگی سے نمایاں سرور صبح — عالم میں تھا نمونۂ جنت ظہور صبح
بن میں نوید گلشن فردوس لاتے تھے
جھونکے ہوا کے تھے کہ ملک آتے جاتے تھے

شاداب دشت و کوہ ہیں سرسبز ہر چمن — فرحت فزائے روح ہے خوشبوئے یاسمن
نرگس کسی جگہ کہیں نسرین و نسترن — سبزہ ہے دشت دشت تو گل بوٹے چمن چمن
مخمل کی تازگی ہے نمایاں گیاہ سے
زمی میں خار بھی نہیں کم برگ کاہ سے

صحرائے کربلا میں مگر اڑ رہی ہے گرد — باغ نبیؐ کے سبز شجر ہو رہے ہیں زرد
جوہر عیاں ہے صبر کے چہروں سے فرد فرد — مملو ہے فوج شام سے کل وادی نبرد
ہے صبح نصرت شہ گردوں جناب کی
لڑتی ہے برچھیوں سے کرن آفتاب کی

ہے اک طرف ہجوم سپاہ جفا پسند — اور اک طرف ہیں ناصر سلطان ارجمند
پانی بھی تین روز سے اعدا نے بھی بند — خنجر کھنچے ہوئے کہیں نیزے کہیں بلند
باب نبرد باز امام زمن پہ ہے
یلغار چھ لاکھ فوج کا ستر و دو تن پہ ہے

www.emarsiya.com

ہتھیار سج کے نکلے ہیں خیمہ سے شاہ دیں — پروانہ وار ساتھ ہیں عباس مہ جبیں
قاسم ہیں اس طرف۔ تو ادھر اکبر حسین — ہیں گرد و پیش جمع رفیقان پاک بیں
خورشید نور حسن کے پرتو سے ماند ہے
جھرمٹ میں سب ستاروں کے زہرہ کا چاند ہے

پا در رکاب ہیں جو شہ عرش احتشام — کمریں کسے ہوئے ہیں جوانان تشنہ کام
چرچے یہ ہیں کہ پہونچیں گے کوثر پہ قبل شام — اب کوچ اگر ہوا تو ہے پھر خلد میں مقام
کیا ڈر ہے پیروی جو امام زماں کی ہے
اس دشت سے ملی ہوئی سرحد جناں کی ہے

لو وہ علم بڑھا وہ چلے شاہ سرفراز — کرنے لگی زمین بیاباں فلک پہ ناز
تھی فوج پائے بند طریق شہ حجاز — شقہ کھلا کہ دامن رحمت ہوا دراز
مشتاق خود جناں تھی ہر اک خوش سرشت کی
نکلی ہوا پھریرے سے باغ بہشت کی

پر تو فگن جو سر پہ محمد کا تھا نشاں — جاتے تھے جھومتے ہوئے سب حیدری جواں
رخ جانب سپاہ نظر جانب جناں — لشکر کی سرکشی سے ہے جنگ دل تپاں
ازبسکہ سب اطاعت شاہ عرب میں تھے
یہ دلولے بڑھے ہوئے حد ادب میں تھے

جو جو قدم بڑھاتے تھے آگے وہ ذی حشم — کہتا تھا عزم جلد ہے طے منزل عدم
اٹھتا تھا بسکہ راہ رضا میں ہر اک قدم — نزدیک آتا جاتا تھا خود گلشن ارم
بولے ملک تقرب حق آج ہو گیا
لو روز امتحاں شب معراج ہو گیا

منزل پہ جب پہونچ گئے وہ سالک رضا — سب دشت ظلم فوج سے مملو نظر پڑا
بولا پکار کر یہ بن سعد بے حیا — مہلت میں ایک رات کی کیا دل سے طے کیا
ظاہر ہو وہ جو عزم امام ھدا کا ہے
بیعت کا قصد ہے کہ ارادہ دغا کا ہے

www.emarsiya.com

تھرا گئے یہ سنتے ہی انصار نامور — دل پر لعیں کی سنگدلی کا ہوا اثر
تیور بگڑ گئے تھے دلیروں کے سر بسر — صبر امام دیں نے اجازت نہ دی مگر
پیک نگاہ سوئے عدو دوڑنے لگا
رک کے رہے قدم تو لہو دوڑنے لگا

ہر ہاشمی جواں کا عجب حال ہو گیا — لرزہ بدن میں بید کی تمثال ہو گیا
ظاہر علی کے شبیر کا اجلال ہو گیا — غصہ کیا جو ضبط تو منہ لال ہو گیا
سینے میں دل کو مل گئی غربت حسین کی
گردن جھکا لی دیکھ کے صورت حسین کی

مظلوم نے مگر یہ لعیں کو دیا جواب — آل نبی سے یہ سخن او خانماں خراب
ہو کیوں نہ مجھ کو بیعت فاسق سے اجتناب — اسلام کا وقار ہے دل بند بوتراب
اس راہ میں نہ مال نہ دولت بچاؤں گا
دیدوں گا جان دین کی عزت بچاؤں گا

شہ چپ ہوئے پیام دعا کے آئے تیر — ان خاطیوں نے فوج خدا پر لگائے تیر
کوئی پرند تھا نہ ہوا پر سوائے تیر — کس شوق سے دلیروں نے تن تن کے کھائے تیر
رہنا تھا ناگوار جو دنیائے زشت میں
ہم گے تھے جو وہ پہلے سدھارے بہشت میں

اک دوپہر میں ہو گیا راہی وہ کارواں — کرتا تھا ایک پر سبقت دوسرا جواں
قطع تعلقات کے وقت امتحاں — پوچھ اپنے پھینک کے سب ہو گئے رواں
کڑیاں تمام جھیل لیں جو امتحاں میں تھیں
لاشیں زمین گرم پہ روحیں جناں میں تھیں

انصار کل عزیز بھی اکثر ہوئے شہید — عبداللہ و محمد و جعفر ہوئے شہید
عون جری و قاسم بے پر ہوئے شہید — عباس نامور کے برادر ہوئے شہید
دو یادگار حیدر کرار رہ گئے
اور اک شبیہ احمد مختار رہ گئے

www.emarsiya.com

یہ بھی ہیں عازم سفر گلشن ارم　　بڑھتے ہیں سوئے لشکر کفار دمبدم
وہ کہتے ہیں کہ تنگ ہیں اس زندگی سے ہم　　یہ کہتے ہیں کہ ہو چکی اب انتہائے غم
وہ کہتے ہیں کہ زور شہ بحر و بر ہیں آپ
یہ کہتے ہیں کہ نور نگاہ پدر ہیں آپ

وہ چاہتے ہیں برچھیاں سینے پہ کھائیں ہم　　یہ چاہتے ہیں ہاتھوں کو پہلے کٹائیں ہم
ان کا یہ مدعا ہے کہ خوں میں نہائیں ہم　　ان کی یہ آرزو ہے کہ کوثر پہ جائیں ہم
بیتاب وہ ہیں پیاس بجھانے کے واسطے
یہ مضطرب ہیں مشک اٹھانے کے واسطے

وہ کہتے ہیں کہ آپ بھی ہیں حافظ امام　　وہ کہتے ہیں رکے گا نہ یہ باوفا غلام
بڑھتے ہیں تیغ تول کے جب سوئے فوج شام　　ان کو بھی روکتے ہیں انہیں بھی شہ امام
کہتے ہیں تم کو بھی جو یہ بیکس گنوائے گا
باقی ہے اور کون جو لاشہ اٹھائے گا

جانے دو ہم کو گھر سے خبردار تم رہو　　بیووں کی بیکسی میں مددگار تم رہو
تیمار دار عابد بیمار تم رہو　　اب میری طرح سب کے پرستار تم رہو
چادر چھنے نہ زینب عالی مقام کی
عزت بچا لو عترت خیر الانام کی

عباس میرے خوں کے ہیں پیاسے یہ اشقیا　　اکبر جو تم نے جان گنوائی تو فائدہ
اتنے فدا جو ہو گئے ہم پر تو کیا ہوا　　اب بھی جفا سے باز نہیں بانی جفا
کیا حاصل اس سے سر جو رہا ہے سر کیا تھا
جانبازیوں فضول ہیں شمع سحر کے ساتھ

ہو گے ہمارے بعد جو تم دونو نیک نام　　سیدانیاں نہ جائیں گی بندی میں تا بہ شام
تم بھی نہ گر ہوئے تو قیامت کا ہے مقام　　ہوگا نہ کوئی دفن و کفن کا بھی اہتمام
حرمت نہ بیکسی میں پس مرگ بھی رہے
کیا چاہتے ہو لاش زمیں پر پڑی رہے

www.emarsiya.com

باتوں سے شہ کی آ گئے سکتے میں وہ جری   نہ طاقت جواب نہ تھی تاب ضبط کی
برچھی سی اک کلیجہ پہ اکبر کے چل گئی   بےتاب ہو گیا دل عباس اور بھی
آپس کی گفتگو سے سوئے شاہ پھر بڑھے
جوڑے انہوں نے ہاتھ یہ قدموں پہ جا گرے

دونوں کو شہ لگا کے گلے روئے زار زار   صدمے سے تھا جگر بھی تپاں دل بھی بیقرار
کہتے تھے یادگار پدر ہے یہ نامدار   اور وہ جواں شبیہ رسول فلک وقار
روکوں کسے میں پاس سے کس کو جدا کروں
میری سمجھ میں کچھ نہیں آتا کہ کیا کروں

نازک بہت ہے حق کی قسم یہ معاملہ   بہتر ہے آپ کر لیں جو آپس میں فیصلہ
منزل پہ ہم کو چھوڑ گیا سارا قافلہ   تنہائی ایسی اور سر و گردن کا مرحلہ
پابند اس کا ہوں میں جو طے کر کے آئیں آپ
کوثر کو یہ رواں ہوں کہ دریا پہ جائیں آپ

عباس نے کہا یہ ہیں صورت رسولؐ کی   کافر ہے وہ جو سمجھے نہ عظمت رسولؐ کی
باقی ہے ان کے دم سے زیارت رسولؐ کی   کیونکر تلف کروں میں امانت رسولؐ کی
ہے یاد حکم اس نبیؐ خوش خصال کا
واجب ہر اک پہ حفظ ہے قرآن و آل کا

میں صدقے ان پہ کیوں نہ ہوں یا شاہ بحر و بر   حیدر بھی ہر بلا میں نبی کی رہے سپر
میں ابن مرتضےٰ ہوں اگر دھیان ہے اگر   جان نبی کا راحت جاں ہے یہ خوش سیر
مختار خلق بادشاہ کن فکاں ہیں آپ
ہاں عدل چاہئے کہ امام زماں ہیں آپ

اکبر نے ہاتھ جوڑ کر عباس سے کہا   ارشاد جو ہوا ہے شک اس میں نہیں ذرا
بے شبہ مصطفےٰ پہ رہے مرتضےٰ فدا   لیکن یہ سب نبی کی بزرگی کا پاس تھا
پائیں سزا جو حملہ کناں شکل گرگ ہیں
عزت ہمیں بھی دیں جو ہمارے بزرگ ہیں

www.emarsiya.com

بولے یہ مسکرا کے علمدار نامدار سب سچ ہے جانِ عم تری باتوں کے میں نثار
لیکن جناب حمزہ ذی قدر و ذی وقار جو تھے رسول پاک کے عم بزرگوار
وہ بھی نثار نام پہ مثل علی رہے
چھوٹے بڑے سبھی تو مطیع نبی رہے

پایا تھا کس بشر نے سوا ان سے مرتبہ ختم رسل حبیب خدا شاہ انبیاء
کلمہ نبی بھی پڑھتے ہیں جس کا وہ با خدا ہیں آج آپ وارث میراث مصطفا
دنیا میں آل پاک سے بہتر کوئی نہیں
بیٹا مری رگوں میں وہ خون نبی نہیں

مجھ کو بزرگ کہتے ہیں کیوں آپ بار بار آقا ہیں سب جہاں کے امام فلک وقار
حیدر کا میں پسر ہوں وہ احمد کے یادگار فرماتے ہیں جو بھائی یہ ہے جائے افتخار
سارے جہاں میں کس کے سبب نیکنام ہوں
جن کے پسر ہیں آپ میں ان کا غلام ہوں

کس طرح شہزادے کو جانے دے پھر غلام انصاف کا مقام ہے اے میرے لالہ فام
اکبر تو دیکھنے لگے منہ سن کے یہ کلام دل جوش میں منڈنے لگا رو دیئے امام
غم سے کلیجے دیکھنے والوں کے پھٹ گئے
یہ پاؤں پر جھکے وہ گلے سے لپٹ گئے

ناگاہ آئی خیمہ اقدس سے یہ صدا اب جاں بلب ہوں پیاس سے ہیں غم کی مبتلا
لوگو کوئی بلاؤ کہاں ہیں مرے چچا مر جاؤں گی جواب بھی نہ پانی مجھے ملا
کیونکر کہوں کہ حال یہ میرے نظر نہیں
کس کام میں ہیں محو کہ مطلق خبر نہیں

پہلے بھی پیاس سے جو ہوئی تھی میں بیقرار پانی وہی تو لائے تھے عمو کے میں نثار
پھر جا کے کوئی میری طرف سے بحال زار سوکھی یہ مشک ان کو دکھا دے بس ایکبار
پیاری سکینہ ہے تو نہ عرصہ لگائیں گے
پانی وہیں سے لے کے مرے پاس آئیں گے

www.emarsiya.com

سن کر صدا سکینہ کی دل ہو گیا کباب   رو کر کہا کہ صبر کی بس اب نہیں ہے تاب
مجبور ہو کے بولے شہ آسماں جناب   اچھا یہی خوشی ہے تو لے آؤ مشک آب
سب رنج و غم قبول ہیں خالق کی راہ میں
دریا کا یہ ارادہ ہے کوثر کی چاہ میں

جلدی سے آئے خیمہ میں عباس نامور   حضرت بھی ساتھ ساتھ تھے تھامے ہوئے کمر
دیکھا کہ اہلبیت نبی سب بچشم تر   قاسم کا نام لیتے ہیں اور پیٹتے ہیں سر
سینہ فگار آہ بہ لب دل اداس ہیں
سب اہل بیت بیوۂ شبّر کے پاس ہیں

بچوں میں اک طرف ہے بپا شور العطش   خالی لئے ہیں جام صغیران ماہ وش
دلریش تشنہ کام و غم آگیں و غاقہ کش   بے حال ہیں سکینہ تو اصغر پڑا ہے غش
تاب بیاں نہیں ہے کسی تشنہ کام میں
سوکھی زباں کو ہوتی ہے لکنت کلام میں

دیکھا جو یہ کہ آ گئے عباس نوجواں   دوڑی سکینہ پونچھتی اشکوں کو ناگہاں
دکھلا کے سوکھے ہونٹ کیا اس طرح بیاں   آپ آئے کیا کہ آ گئی مردہ تنوں میں جاں
گرمی میں تشنگی کی مصیبت عظیم ہے
اصغر کا حال مجھ سے زیادہ سقیم ہے

صدقہ گئی جہاں سے ملے پانی لائیے   اب حال غیر ہے مجھے جلدی پلائیے
عباس نے کہا کہ مرے پاس آئیے   لاتے ہیں مشک آب نہ آنسو بہائیے
خوشبو اسی دہن کی بہ از عود و مشک ہے
سوکھے ہیں تیرے ہونٹ لہو میرا خشک ہے

مشکیزہ اک لئے ہوئے جلدی بحال زار   آئی سکینہ نزد علمدار نامدار
عباس لے کے گود میں کرنے لگے جو پیار   دامن سے لپٹے دوڑ کے سب طفل ایکبار
معصوم مبتلائے غم و درد و یاس تھے
سوکھے تھے ہونٹ چشم تھی تر منہ اداس تھے

www.emarsiya.com

دیکھا جو اہل بیت نبی نے یہ ماجرا   اک غل ہوا کہ جاتے ہیں عباس باوفا
صف پر سے اٹھیں مادر قاسم بصد بکا   زینب کا دل دھڑکنے لگا رنگ اڑ گیا
غم کا پہاڑ سر پہ گرا چھاتی پھٹ گئی
چھوٹی بہن تو بھائی سے آ کر لپٹ گئی

بانو قریب آ کے یہ بولیں بصد ملال   کیا تم بھی ساتھ چھوڑتے ہو اے علی کے لال
بیٹوں سے جا چکے ہیں سوا شاہ خوش خصال   خیمہ سے تم چلے کہ ہوا ان کا غیر حال
دیکھو ابھی سے چہرہ انور اداس ہے
بیکس کو اب تمہارے سوا کس کی آس ہے

ڈیوڑھی کا رعب تم سے ہے قائم خدا گواہ   تنہا کا ہے یہ خوف کہ بڑھتی نہیں سپاہ
ہوگا تمہارے جانے سے سید کا گھر تباہ   حضرت کے جیتے جی ہمیں لوٹیں گے کینہ خواہ
دیں گے نہ بد دعا بھی وہ معصوم ہیں حسین
سب جانتے ہیں بیکس و مظلوم ہیں حسین

بے حرمتی یہ آل پیمبر کی الاماں   غیرت سے گڑ نہ جائیں گے سلطان دو جہاں
تھرا کے بولے حضرت عباس نوجواں   ایسا ہوا تو پھٹ نہ پڑے گا یہ آسماں
جان رسول پاک نہ کل کا امام ہوں
آقا کا سب یہ رعب ہے میں تو غلام ہوں

سمجھے نہ کوئی بیکس و ناچار ہیں حسین   فضل خدا سے خلق کے مختار ہیں حسین
وقت نبرد قاتل کفار ہیں حسین   ہاں ورثہ دار حیدر کرار ہیں حسین
چاہیں تو ایک کر دیں زمیں آسمان کو
سیدھی نظر نہ ہو تو الٹ دیں جہان کو

صبر اس سبب سے ہے کہ یہ ہے روز امتحاں   خوشنودی خدا کے ہیں خواہاں شہ زماں
آئے ہیں ظلم اٹھانے کو گھر چھوڑ کر یہاں   ساماں یہ سب ہیں بخشش امت کے بیگماں
تا عصر سب کو خلد میں جانا ضرور ہے
جو کچھ کہا یہ آپ نے وقت اس کا دور ہے

www.emarsiya.com

اکبر رہیں گے بعد مرے شاہ دیں کے پاس جانے نہ دے گا اور کسی کو یہ حق شناس
بچے کئی شہید ہوئے اے فلک اساس اب کس کو جانے دوں جو نہ جاؤں نہیں دل اداس
قاسم نہیں ہیں عون و محمد بہم نہیں
جو ہو چکی ہے مجھکو خجالت وہ کم نہیں

منزل تو سب کی ایک ہے تھوڑا ہے پیش و پس رو کیں نہ آپ کھائیں مرے حال پر ترس
خنجر ہے مجھکو سینے سے کھنچنے میں ہر نفس اب موت کی ہے چاہ نہیں زیست کی ہوس
ہوں میرے آگے ظلم شہ مشرقین پر
حسرت یہ ہے کہ جلد فدا ہوں حسین پر

یہ سن کے بیبیوں میں جو رونے کا غل ہوا گھبرا گئی سکینہ پکاری بصد بکا
مرنے کو آپ جاتے ہیں یہ مجھ پہ اب کھلا پانی کو پھر کہوں گی نہ میں غم کی مبتلا
ٹھہرو یہیں رسول کے جانی کے واسطے
ہے ہے تمہارا خون ہو پانی کے واسطے

بس کھو لیے کمر کو علم کو بڑھائیے پیاسی نہیں ہوں میں مرا مشکیزہ لائیے
کیا تاب اگر کہوں مجھے پانی پلائیے میں گود سے نہ اتروں گی آپ اب تو جائیے
سب رو رہے ہیں کیوں یہ میں آگاہ گیا نہیں
سچ ہے کہ جو گیا ہے وہ زندہ پھرا نہیں

بولے سکینہ سے یہ علمدار مہ جبیں جاؤں میں جنگ کو یہ نہیں حکم شاہ دیں
حضرت سے پوچھ لو اگر اس کا نہ ہو یقیں بیٹی جہاد کی تو اجازت ملی نہیں
لو قسم کہ آگے نہ دریا سے جاؤں گا
ہاں مل گیا جو نہر سے پانی تو لاؤں گا

دیکھا یہ بات کہہ کے جو نہی منہ حسین کا فرمایا شہ نے بھی جو یہ کہتے ہیں ہے بجا
زینب نے اس کو گود میں بہلا کے لے لیا رخصت ہوئے ہر ایک سے عباس باوفا
الفت جو تھی ہر ایک کو اس حق شناس سے
دیکھا چہار سمت عجب چشم یاس سے

www.emarsiya.com

زوجہ کھڑی تھی ایک طرف کو جھکائے سر   دامن کو تھامے ہاتھ سے تکتا تھا منہ پسر
بولے یہ ان کو دیکھ کے عباس نامور   صاحب ملول کیوں ہو خدا پر کرو نظر
اب تک تو دکھ اٹھائے بہت میرے ساتھ میں
لو اب تمہارا ہاتھ ہے زینب کے ہاتھ میں

خدمت ہے ان کی فخر یہ ہیں عترتِ رسول   ساتھ ان کا تم بھی دو کہ رضامند ہوں بتول
ہو نا ہماری یاد میں ہر گز نہ دل ملول   بے سود ہے تو نالہ و زاری سے کیا حصول
گھر میں امام پاک کے ہر دل عزیز ہو
میں ہوں غلام شاہ زمن تم کنیز ہو

دیکھو تو شاہزادیوں پر کیا ستم ہیں آج   حاجت روا جہان کے پابند غم ہیں آج
کل تک جو اقربا تھے کہاں وہ بہم ہیں آج   القصہ سب مسافر راہ عدم ہیں آج
رہنا جہان میں نہیں ممکن فراغ سے
وہ کونسا جگر ہے جو خالی ہے داغ سے

زوجہ نے اس سخن کا دیا صبر سے جواب   گردن جھکالی دیکھ کے صورت بصد حجاب
بیٹے کو دیکھ کر جو بڑھا دل کا اضطراب   عباس ذی وقار بڑھے سوے در شتاب
زوجہ تو بات کو بھی حیا سے ترس گئی
رو یا پسر تو منہ پہ یتیمی برس گئی

سب آئے روتے پیٹتے ہمراہ تا بہ در   لیکن ہلیں نہ زوجہ عباس نامور
کہتی تھی دل کا حال پریشانیٔ نظر   خیمہ سے نکلے وہ یہ گریں فرش خاک پر
غم کو کیا جو ضبط تو منہ زرد ہو گیا
تھرائے ہاتھ پاؤں بدن سرد ہو گیا

سقائے اہل بیت کی رخصت کا وقت ہے   آل رسول پاک پہ آفت کا وقت ہے
پیاسوں کے واسطے یہ مصیبت کا وقت ہے   ہے قہر کی گھڑی تو قیامت کا وقت ہے
روتی ہیں غم سے بیبیاں بچے بلکتے ہیں
حضرت نگاہ یاس سے بھائی کو تکتے ہیں

www.emarsiya.com

آیا فرس سوار ہوا ابن بوتراب — تھامی بہ فخر خود حشم وجاہ نے رکاب
بالائے زیں تھے آپ کہ گردوں پہ آفتاب — وہ حسن وہ شباب وہ ہیبت وہ رعب داب
رفعت نظر سے ماہ منور کی گر گئی
تصویر بوتراب نگاہوں میں پھر گئی

تسلیم کر کے شہ کو جو گھوڑے کی لی عناں — بیتاب و بیقرار ہوئے شاہ انس و جاں
ضبط فغاں سے آگیا جنبش میں آسماں — عباس کیا چلے کہ گئی طاقت و تواں
کچھ اشک اضطراب میں آنکھوں سے بہہ گئے
حضرت کمر کو تھام کے ہاتھوں سے رہ گئے

جنگاہ کو چلا جگر و جان مرتضےٰ — بچھڑا ہوا ہے شیر نیستان مرتضےٰ
ہے اس حسین میں حسن فراوان مرتضےٰ — پیدا ہے رخ سے دبدبہ و شان مرتضےٰ
پرتو فگن رخ خلف بوتراب ہے
جو ذرہ زمیں ہے وہ خود آفتاب ہے

رایت کی شان کہتی ہے جعفر یہی تو ہیں — حمزہ یہی ہیں حیدر صفدر یہی تو ہیں
عالم کے یکہ تازوں سے بہتر یہی تو ہیں — جن بھی ڈرے ہیں جن سے وہ تیور یہی تو ہیں
اتنے صفات ایک میں یہ رب کی شان ہے
اس منچلے جوان میں ان سب کی شان ہے

دریا پہ شور آمد شیر نبرد ہے — رخ ہر سیاہ کار کا دہشت سے زرد ہے
جوہر کھلیں گے اس کی دعا کے جو فرد ہے — غل ہے جو اس کے سامنے جائے وہ مرد ہے
زہرہ ہے آب ڈر سے ہر اک ذی حیات کا
نیزوں گھٹا ہے خوف سے پانی فرات کا

لرزاں ہیں مثل بید علمدار فوج کیں — تھرا رہے ہیں خوف کے مارے عدوئے دیں
سب افسران فوج لگائے ہیں دوربیں — تکتے ہیں ڈھالیں چہرے پہ روکے ہوئے لعیں
فوجیں ہیں انتظار میں ساکت کھڑی ہوئی
ہیں سوئے دشت سب کی نگاہیں لڑی ہوئی

www.emarsiya.com

لو گرد وہ اڑی وہ نمایاں ہوا علم   برہم ہے طبع کہتا ہے پرچم کا پیچ و خم
چمکا وہ دیکھو خود سر آسماں حشم   دہشت میں دل کے ساتھ لرزنے لگے قدم

ہیبت دلوں پہ چھائی ہوئی ہے دلیر کی
رہوار کی ڈپٹ ہے کہ آمد ہے شیر کی

وہ شان و شوکت پسر ضیغم الٰہ   جس سے جلال مہر ہے پیدا یہ ہے وہ ماہ
سینوں میں دل لرز گئے ڈالی جدھر نگاہ   اپنی جگہ پہ تھم گئی بڑھتی ہوئی سپاہ

پیچھے ہٹے وہ مورچے جو تھے بڑھے ہوئے
دہشت سے اترے جاتے تھے دریا چڑھے ہوئے

لشکر میں شور اٹھا خبردار نہر سے   پیاسے سے کارزار ہے ہشیار نہر سے
بھرنے نہ پائیں مشک علمدار نہر سے   تلوار کی قریب رہے دھار نہر سے

خون آج بہہ کے آئے گا صحرا سے گھاٹ تک
پانی بڑھے گا تیغ کا دریا کے پاٹ تک

دیکھو تو کیا جلال ہے کیا وقار ہے   اس چاند سے تو مہر فلک شرمسار ہے
پیاسا ہے آپ تیغ مگر آب دار ہے   نیزہ ہے یا ستارۂ دنبالہ دار ہے

سجدہ کا یہ نشان عبادت کی مہر ہے
ہے پشت پر سپر کہ شجاعت کی مہر ہے

تیور بتا رہے ہیں کہ بپھرا ہوا ہے شبر   دریا کا رخ وہیں سے کئے آتا ہے دلیر
ندی لہو کی بہنے میں اب کچھ نہیں ہے دیر   پانی کی جستجو میں ہے خود زندگی سے سیر

تیزی میں برق وش فرس تیز دم بھی ہے
کاندھے پہ سوکھی مشک بھی ہے اور علم بھی ہے

گھوڑے کی گشت سے ہے تزلزل میں دشت کیں   ہر ایک ذی حیات کو ہے موت کا یقیں
کیونکر لڑیں گے ہوش ابھی سے بجا نہیں   جمتے نہیں ہیں پاؤں لرزتی ہے یوں زمیں

ہیبت ہے تا فلک خلف بوتراب کی
عیسیٰ سے چھپٹ پڑے نہ سپر آفتاب کی

www.emarsiya.com

یہ ذکر تھا کہ آ گئے عباس نامور — نیزہ زمیں پہ گاڑ کے گونجا وہ شیر نر
ہے شمر کس طرف پسر سعد ہے کدھر — آگاہ گر نہ ہو تو سنا دو اسے خبر
اب سامنا ہے ابن شہ قلعہ گیر کا
جس کو علم ملا ہے جناب امیر کا

اب جائے مرتضیٰ ہیں حسین فلک حشم — ہیں وارث علم امامت وہ باکرم
افضل ہوں سب سے گو کہ ہوں رتبہ میں ان سے کم — حیدر کا میں پسر ہوں تو احمد کا یہ علم
سقائے اہل بیت شہ مشرقین ہوں
کافی شرف یہ ہے کہ غلام حسین ہوں

بہتر تو یہ ہے ظلم و تعدی سے باز آؤ — سید کو بے گنا اگو غربت میں کیوں ستاؤ
منظور یہ نہیں ہے تو موجود ہم ہیں آؤ — یا راہ نہر چھوڑ دو تلوار یا اٹھاؤ
کوثر کا وقت تشنہ لبی اشتیاق ہے
ہونا ہے جو وہ جلد ہو اب دیر شاق ہے

ٹلتے نہیں تو سامنے آ کر وغا کرو — کم ہو تو اور فوج بلا کر وغا کرو
جم کر لڑو صفوں کو جما کر وغا کرو — ہمراہیوں کو جوش دلا کر وغا کرو
طالب جزائے صبر و رضا کے خدا سے ہیں
سیراب تم ہو ہم تو کئی دن سے پیاسے ہیں

یہ سن کے تھر تھرانے لگے خانماں خراب — ذروں کی ستی بساط ہی کیا پیش آفتاب
بڑھ کر مگر یہ شمر لعیں نے دیا جواب — بیعت کریں حسین تو حاضر ہے جام آب
اس کے بغیر اماں نہیں جانوں کے واسطے
ہے آب تیغ تشنہ دہانوں کے واسطے

یہ سن کے سرخ ہو گئے عباس نامدار — تھرا کے سامنے سے ہٹا وہ ستم شعار
تیر آئے فوج نے حرکت کی اور اڑا غبار — چمکی ادھر بھی برق صفت تیغ آبدار
کب رن میں کھنچ کے میان سے وہ شعلہ ور چلی
گھونگھٹ اٹھا کے رخ سے عروس ظفر چلی

www.emarsiya.com

ہاں ساقیا کوئی مے نصرت کا جام دے ۔ جس کا سرور فتح و ظفر کا سلام دے
جاری ہے تیرا فیض خدا کیوں نہ نام دے ۔ رنگ اور ہے زلال نے سرخ فام دے
کلفت کو دور کر دے جو طبع لطیف سے
وہ مے جو شوخ رنگ ہو خون حریف سے

زخموں کے گل نہ ہوں تو نہ گلشن میں دے شراب ۔ جس جا ہیں ایر ڈھالوں کے اس بن میں دے شراب
موسیٰ کو جا کے وادیٔ ایمن میں دے شراب ۔ مجھ کو تو کام جنگ سے ہے رن میں دے شراب
ہو سر پہ مہر دانہ انگور کی طرح
چھلکا دے کاسہ سر مغرور کی طرح

وہ تیز و تند ہو جسے پیتے ہی جھوم جاؤں ۔ شیشہ نہ اُبلے جب تو میں کیا جوشِ دل دکھاؤں
دیکھوں شگون فتح تو تیغ قلم اٹھاؤں ۔ ساغر چٹک کے چور کروں معرکہ میں آؤں
دکھلاؤں غرق خون میں کشتی حیات کی
لکھوں نبرد طالب آب فرات کی

بجلی بنی تھی تیغ شرر بار ہاتھ میں ۔ گویا تھا قہر حضرت قہار ہاتھ میں
سو سو تتر بتر ہوئے دو چار ہاتھ میں ۔ جلوے نئے دکھاتی تھی تلوار ہاتھ میں
رشتہ سے شمع طور کے لو آشکار ہے
یا کہکشاں میں اختر دنبالہ دار ہے

سینہ کشادہ اور وہ سر سوئے پشت خم ۔ کھنچنا جو ہے غضب تو لگاوٹ بھی ہے ستم
وابستہ کس ادا سے نہیں عاشقوں کے دم ۔ کرتے ہیں پیار جس کو جری ہے یہ وہ صنم
دل سے نثار اہل نظر بانکپن پہ ہیں
بوسوں کے ہیں نشان کہ جوہر بدن کے ہیں

جوہر وہ ہیں کہ جن میں ہزاروں ہیں خوبیاں ۔ گویا ہے شمع حسن کا شعلہ شرر فشاں
معنی شناس جو ہیں وہ کرتے ہیں یہ بیاں ۔ ہے حرف حرف ٹھیک یہ سر ظفر نشاں
صانع نے سادہ کھینچ کے نقش الست میں
سورہ لکھا ہے فتح کا خط شکست میں

www.emarsiya.com

آئی جدھر لچک کے قیامت اٹھا گئی — بیٹھی اگر سروں پہ تو دل میں سما گئی
اٹھنے لگی تو خانۂ ہستی کو ڈھا گئی — لی جان جس کے پاس وہ نازک ادا گئی
صورت میں گر پری ہے تو سیرت میں حور ہے
جو ناز ہے وہ جان کا خواہاں ضرور ہے

جس سے ذرا بھی کھنچ کے چلی ہو گیا تپاں — لیتی ہے یہ لپٹ کے گلے سیکڑوں کی جاں
ہے اس طرح مفر نہ ہے اس طرح سے اماں — ہجر اس کا دل ستاں ہے وصال اسکا جاں ستاں
معشوق کے لباس میں خالق کا قہر ہے
ہر طرح دل لگانے کا انجام زہر ہے

ہر معرکہ میں جنگ کے سرسبز و سرخرو — دامن کو اس کے پا نہ سکا دوڑ کر لہو
تعریف واقعی ہو تو سمجھے ہر ایک غلو — شکل نسیم آئی تو نکلی بہ رنگ بو
با احتیاط خون نجس سے بری رہی
شاخ نہال فتح ہمیشہ ہری رہی

ظاہر میں ہے اماں نہ باطن میں ہے مفر — برش چمک میں وہ ہے جو ٹکڑے کرے جگر
رکتی نہیں جنوں سے بھی روکیں گے کیا بشر — روح الامیں سے کہہ دو کہ آ کر بچائیں پر
ہیبت سے اس کی سینۂ گیتی فگار ہے
تیغ اس کی ہے جو ابن شہ ذوالفقار ہے

شہرہ نہ کیوں ہو غرب سے اس کا بھی تا بہ شرق — صورت میں ہے ہلال چمک میں ہے رشک برق
پانی میں اس کے ہوتی ہے کشتیٔ عمر غرق — کتنا ہے منہ نہیں مس آہن میں کچھ بھی فرق
کاٹا جو چار آئینہ کو سان چڑھ گئی
پتھر چٹا دیا تو برش اور بڑھ گئی

تلوار کی وہ ضو وہ درخشانیٔ علم — کیونکر ہلال دبدبہ اک وقت ہیں بہم
اٹھتا وہ تیغ تیز کا گر گر کے ہر قدم — لہریں ہوا میں بھر کے بپھرنے کی دمبدم
تھا یہ گماں دیکھنے والوں کو دور سے
ماہی تڑپ کے نکلی ہے دریائے نور سے

www.emarsiya.com

حملہ ہر ایک حملۂ حیدر ہے وقت جنگ — ہر ضرب میں ہے دست یداللہ ہی کا ڈھنگ
گھوڑا نہ کہیئے ہے دل عباس کی امنگ — شمشیر خدا کے شیر کا مرکب بھی ہے نہنگ
ابتر پڑا ہر ایک ہے صف پائمال ہے
وہ غیض میں جو ہیں تو اسے بھی جلال ہے

دریا پہ جا رہا ہے پسینہ میں غرق ہے — نظروں میں تنگ فاصلہ غرب و شرق ہے
ہے دوڑنے میں ابر چمکنے میں برق ہے — تشبیہہ کوئی تام نہیں پھر بھی فرق ہے
راکب کے اختیار میں ہے اپنا بس نہیں
فارس کا ولولہ ہے مجسم فرس نہیں

سیماب برق و باد ہیں سرعت میں اس سے کم — جاتا ہے یوں زمیں پہ لگتے نہیں قدم
باگ اس کی روکتے ہیں جو عباس ذی حشم — رہ جاتا ہے بدل کے کنوتی کو دم بدم
قابو کئے ہوئے نہ اگر شہسوار ہو
بن کر شعاع شیشۂ گردوں کے پار ہو

بے مثل ہیں عراق میں یہ راہوار آج — بالا دوی کرے تو ہما سے بھی لے خراج
مہمیز کا ہے کام نہ گھوڑے کی احتیاج — ہو جاتا ہے صدائے نفس سے بھی بد مزاج
لو کے بغیر اشاروں پہ ہر سو روانہ ہے
خوف نگاہ تند اسے تازیانہ ہے

اس کی سبک روی کا بھلا کیا ہو تذکرا — شیشے پہ سم پڑے تو نہ ٹوٹے نہ دے صدا
بجتے ہیں جس کے کان اسے شک جو ہو ذرا — انصاف خود کہے کہ ترے ہوش ہیں بجا
کس کے حواس دیکھ کے چال اس کی گم نہیں
پرواز مرغ وہم ہے آواز سم نہیں

ٹیڑھی بھی راہ ہو تو بھٹکتا نہیں کبھی — آتش مزاج ہو کے بھڑکتا نہیں کبھی
ڈرتا نہیں کسی سے جھجکتا نہیں کبھی — بجلی بھی گر پڑے تو چمکتا نہیں کبھی
پیکر میں راہوار کے ضیغم کی روح ہے
طوفان سے گذرنے میں کشتی نوح ہے

www.emarsiya.com

وہ دوپہر کی دھوپ وہ گرمی سے دل تپاں — پیدا تھی کوس حرب سے آوازِ الاماں
برسا رہی تھی آگ جو تیغ شرر فشاں — پھل برچھیوں کے بن گئے تھے شمع کی زباں
اب تک ہیں اس نبرد کے سکے پڑے ہوئے
سینے میں ڈھال کے تھے پھپھولے پڑے ہوئے

ہے جستجوئے آب میں ابن شہ نجف — غصہ سے ہے جبیں پہ شکن اور دہن میں کف
مانند موج رن میں الٹتی ہے صف بہ صف — دریا رواں ہے خون کا میداں میں ہر طرف
اعضا جدا ہیں فرق ہے فوجی نظام میں
بازو تپاں زرہ میں کہ ماہی ہے دام میں

بگڑا انتظام فوج رہا کچھ نہ بند و بست — ٹوٹا یہ مورچہ تو وہ صف ہو گئی شکست
سر کیا اٹھائیں حوصلے تو ہو چکے ہیں پست — زنجیر میں ہراس کی جکڑے ہیں فیل مست
ہل چل پڑی جو تیغ جری تولنے لگا
سجدہ کیا فرس نے تو رن بولنے لگا

دہشت کے مارے ڈھونڈتا تھا ایک ایک آڑ — آباد جو مقام تھے سب ہو گئے اجاڑ
کیونکر بنے بناؤ جو قسمت کا ہو بگاڑ — لنگر تھا ضرب کا کہ دبے جاتے تھے پہاڑ
گیتی الٹ دو وقت وغا حوصلہ یہ تھا
تھرا رہی تھی گاہ زمیں زلزلہ یہ تھا

تلوار اس غضب کی چلی ہے کنار جو — صحرا سے بہنے لگا نہر میں لہو
پھیلی رہی ہے خون کی برسوں ہوا میں بو — ماہی دکھا رہی ہے بریدہ رگِ گلو
ڈر کا لقب جہان میں غلطاں جبھی سے ہے
دریا میں سرخ پنجۂ مرجاں جبھی سے ہے

اتنا لہو زمیں نے پیا روز کارزار — اب تک ہے جس کا رنگ زمانہ میں آشکار
دیتی ہے اس خزاں کا پتہ آج تک بہار — سرسبزیٔ چمن میں ہے سرخی بھی بے شمار
شاید حنا مگر اسی خونریز رن کی ہے
سرخی گواہ لالہ خونیں کفن کی ہے

www.emarsiya.com

فوجیں ادھر تھیں اور اکیلا جواں ادھر　　لیکن قدم جما نہ سکا ایک خیرہ سر
سب کو بھگا کے نہر سے مانند شیر نر　　داخل ہوئے فرات میں عباس نامور
دریا قدم کے فیض سے ممنون ہو گیا
پانی پہ کی نگاہ تو دل خون ہو گیا

ٹھنڈی ہوا کچھ اور کلیجہ جلا گئی　　پیاسوں کی سوختہ جگری یاد آگئی
مِل مِل کے چند بار جو بادِ صبا گئی　　جلدی سے بھر لو مشک یہ دل میں سما گئی
بچوں کے خشک ہونٹوں کا دل پر اثر لیا
آنسو بہا کے نہر سے مشکیزہ بھر لیا

نکلے جو مشک بھر کے علمدار نامدار　　کچھ بڑھ کے سدِ راہ ہوا ایک نابکار
رکھ کر کماں میں تیر پکارا ستم شعار　　اے بازوئے حسین خبردار و ہوشیار
قطرہ بھی تا بہ خیمہ پہونچنے نہ پائے گا
پانی جو بھر لیا ہے تو کیا لے بھی جائیگا

فرمایا ہنس کے آپ نے پہلے کہاں تھا تو　　لشکر کو ہم بھگا کے گئے ہیں کنارِ جو
کر آب کی نہ چاہ، جو ہے پاس آبرو　　کی مشک پر نگاہ تو بہہ جائے گا لہو
ہو پیاس سے تلف نہ کوئی طفل ڈر یہ ہے
پانی نہ جان مشک میں خونِ جگر یہ ہے

یہ سن کے اس نے سر جو کیا ناوکِ ستم　　کھینچی علی کے شیر نے بھی تیغ تیز دم
پھرتی کے ساتھ ہوتی تھی جنبش جو دمبدم　　جو تیر کیں کماں سے چھٹا ہو گیا قلم
سب رد ہوئے وہ کفر کے حملے جو دیں پہ تھے
ترکش لعیں کے پاس تھا ناوک زمیں پہ تھے

پھینکی کماں زمین پہ بے کار جان کر　　بھالا سنبھالتا ہوا جھپٹا وہ خیرہ سر
اللہ رے تیز دستیٔ عباسِ نامور　　کب اڑ گئی سناں یہ نہ اس کو ہوئی خبر
ہنستے تھے وہ بھی آئے تھے جو لوگ ساتھ میں
خالی ہلا رہا تھا لئے ڈانڈ ہاتھ میں

www.emarsiya.com

کرتا تھا بار بار جو حملے وہ پر غرور — کہتے تھے ہوشمند نہ ہمت ہیں ہو قصور
چلا رہی تھی موت کہ میں بھی نہیں ہوں دور — عباس مسکرائے تو سمجھا وہ بے شعور
غصہ میں ساتھ والوں کو پھر کر جھڑک دیا
تلوار لی نیام سے نیزہ ٹپک دیا

آتے ہی بازوئے شہ دیں پر برس پڑا — لیکن خلل حواس میں وقت جوس پڑا
خط بھی نہ اد چھے واروں کا جب ہر نفس پڑا — کوئی تو مسکرانے لگا کوئی ہنس پڑا
چھوڑا دیا حواس نے ہمت کا ساتھ بھی
بھولا حواس کھو کے پھیکنی کے ہاتھ بھی

چلائے ہوشمند دغا کے ہنر کو دیکھ — دیکھا ادھر کو شور یہ اٹھا ادھر کو دیکھ
بجلی تڑپ رہی ہے بچا جلد سر کو دیکھ — پلٹی وہ سر پہ جا کے یہ آئی کمر کو دیکھ
کھول آنکھ کچھ مآل دغا پر نظر بھی ہے
اب موت سر پہ کھیل رہی ہے خبر بھی ہے

دیکھے وہ کیا نظر میں ہو جس کے جہاں سیاہ — تلوار کی چمک سے جھپکتا تھا کینہ خواہ
کیونکر بچائے چوٹ جو قائم نہ ہو نگاہ — چونکا تو کب کہ سامنے تھی جب عدم کی راہ
مایوس زندگی سے بہم ساتھ ساتھ تھے
مرکب کے تھے نہ پاؤں نہ راکب کے ہاتھ تھے

بے دست و پا ہو جو ستمگار و بد شعار — تکتا تھا گاہ سوئے یمیں گہہ سوئے یسار
بولے اٹھا کے مشک علمدار ذی وقار — لے روکنا ہو روک میں جاتا ہوں نابکار
اپنی سزا کو دشمن جانی پہونچ گیا
اب جان لے کہ خیمہ میں پانی پہونچ گیا

بولا وہ گڑگڑا کے رحم آپ اب کریں — سر پر نہ ہوں جو رستم و سہراب بھی لڑیں
حضرت کا ہم نبرد نہیں ساری فوج میں — لے جائیں آپ مشک مری جان چھوڑ دیں
سچ ہے غلط گماں مجھے مشق وغا پہ تھا
بیشک قصور مجھ سے ہوا میں خطا پہ تھا

آگے بڑھے یہ سن کے علمدار نامدار — فوجیں چلیں عقب سے ہوا شور گیر و دار
دیکھا جو پہونچ گئے لشکر کے سب سوار — منہ کر کے ان کی سمت پکارا وہ نابکار
حکم شکست اجل کی زبانی پہونچ گیا
پھیرو موت ہے جو خیمہ میں پانی پہونچ گیا

یہ سنتے ہی جو فوج نے گھوڑے بہم اٹھائے — عباس نے پلٹ کے صدا دی کہ ہم بھی آئے
مل جائے بو اسد کو تو کیا صید بچ کے جائے — یوں جا پڑے چراغ کو جیسے ہوا بجھائے
جو سد رہ ہوئے تھے وہ گھبرا کے رہ گئے
ٹکڑے زمیں پہ لاشوں کے تھرا کے رہ گئے

مارا اسے جو فوج میں گھس کر بصد وقار — چاروں طرف سے گھر گئے عباس نامدار
نیزے جھکا کے ہوئے سد رہ سوار — حلقہ کئے ہوئے تھی پیادوں کی بھی قطار
غل تھا نہ اب نکلنے کی تازی کو راہ دو
منہ جس طرف پھرائے نہ غازی کو راہ دو

نرغے میں اتفاق سے خود آگیا ہے شیر — تدبیر کچھ نہ چلتی یہ تقدیر کا تھا پھیر
فوجیں بھی گھیرتیں تو نہ گھرتا کبھی دلیر — ہو گا نہ سرکشوں کی زبردستیوں سے زیر
سب ایک ہو کے صفدر و غازی کو مار لو
ہاں اے جوانو شیر حجازی کو مار لو

یہ شور سن کے ٹوٹ پڑی سب سپاہ کیں — ہر سو سے نیزے تانے ہوئے آگئے لعیں
دوڑے فرس سواروں کے ہلنے لگی زمیں — گرز و تبر علم ہوئے تلواریں کھنچ گئیں
خیمہ کی راہ رکنے سے برہم دلیر تھا
نیزوں میں تھا جری کہ نیستاں میں شیر تھا

حملہ ہوا ادھر سے اگر رخ کیا ادھر — پلٹے ادھر تو پا گئے موقع عدو ادھر
زخموں پہ زخم کھانے لگا یوں وہ شیر نر — سقے کے خون کا ہوا چھڑکاؤ خاک پر
پہلو کے پار نیزوں کی انیاں نکل گئیں
چلہ سے تیر پاس سے تلواریں چل گئیں

www.emarsiya.com

مارا پلٹ کے ہاتھ ہوا پشت سے جو وار　　غل تھا کہ چوٹ کھا کے کیا شیر نے شکار
وہ کشمکش وہ نرغہ فوج ستم شعار　　پاتا نہیں نکلنے کی اب راہ راہوار
جنبش ہوئی تو برچھیاں پہلو میں گڑ گئیں
پھیرا تھا رخ کہ سیکڑوں تلواریں پڑ گئیں

ہر سو سے گھر گیا ہے جگر بند بوتراب　　کس کس کا سامنا کرے کس کس کو دے جواب
چھپ چھپ کے وار کرتے ہیں وہ خانماں خراب　　تر خون میں ہے جسم شفق میں ہے آفتاب
کھا کر ٹکا نہیں زخم ہر اک پھٹتا جاتا ہے
بڑھتا ہے ضعف کیونکہ لہو گھٹتا جاتا ہے

ناگاہ دست راست پہ تیغ ستم چلی　　جھونکا چلا خزاں کا گری لوٹ کر کلی
ہمت یہ کس کی ہوگی بجز دلبر علی　　تلوار بائیں ہاتھ میں اس پر جگر نے لی
دست بریدہ گرنے دیا فرش خاک پر
روکا علم کو مشک بھی لی دوش پاک پر

پھرتی سے وار کرنے لگا پھر وہ ذی حشم　　ثابت نہ تھا کہ ہاتھ یہ کس کا ہوا قلم
اس ہاتھ پر بھی چل گئی جب تیغ ہے ستم　　مشکیزے کو بچانے لگے آپ ہو کے خم
یہ حوصلہ یہ ولولہ کس صف شکن میں تھا
زانو میں نیزہ مشک کا تسمہ دہن میں تھا

بے خوف سامنے سے بھی ہونے لگے جو وار　　تکتا تھا شبر دست بریدہ کو بار بار
ناگاہ سر پہ آکے پڑا گرز گاؤسار　　سنبھلے نہ تھے کہ تیر ہوا مشک کے بھی پار
پانی بہا تو یاد کیا تشنہ
گرتے ہوئے فرس سے پکارے امام کو

دوڑے حسین سنتے ہی عباس کی صدا　　تھرا رہا تھا جسم لرزتے تھے دست و پا
رکھتے کہیں تھے پاؤں تو پڑتا کہیں پہ تھا　　تھامے ہوئے تھے باپ کو ہمشکل مصطفا
کہتے تھے راہ مہر و محبت کی چھوڑ دی
عباس بھائی تم نے کمر میری توڑ دی

www.emarsiya.com

ہاں مومنو شہادت عباس نوجواں — ذاکر زبان حال سے کرتا ہے اب بیاں
پہونچے قریب لاش جو شاہنشہ زماں — دیکھا کہ جلتی ریت پہ اک شیر ہے تپاں
کن سختیوں سے جسم سے رخصت ہے جان کی
آنکھوں کے آگے موت ہے کڑیل جوان کی

لاشیں ہیں گرد بیچ میں ہے خاک پر وہ سُور — اک اک عضو تیغ و تبر سے ہے چور چور
زخموں سے خون بہتا ہے ہے پیاس کا وفور — نزدیک آکے بیٹھ گئے خاک پر حضور
اندوہ و درد و یاس کا ساماں نظر پڑا
بالائے چشم تیر کا پیکاں نظر پڑا

اکبر پکارے پیٹ کے سینہ بصد بکا — بابا بدن سے ہاتھ بھی عمو کے ہیں جدا
ناگاہ پہونچی گوش جری میں جو یہ صدا — آہستہ سے کراہ کے عباس نے کہا
بیٹا نصیب تشنہ لبوں کے الٹ گئے
جن سے بھرا تھا مشک کو وہ ہاتھ کٹ گئے

ہے جائے شکر آگئے سلطان خاص و عام — تعظیم کو بھی اٹھ نہیں سکتا ہے یہ غلام
جلدی بٹھا دو مجھ کو تم اے میرے لالہ فام — ہے جسم چور چور نہیں طاقت کلام
پیکاں نکالو آنکھ سے مجھ خیر خواہ کی
محروم رہ نہ جاؤں زیارت سے شاہ کی

بیتاب ہو کے کہنے لگے شاہ خوشخصال — اس وقت میں بھی تم کو ہے تعظیم کا خیال
کیا کرب روح پر ہے کچھ اس کا نہیں ملال — صدقہ تری وفا کے حسین اے علی کے لال
اب بھی ہمارا پاس ہے کچھ اپنا غم نہیں
باتیں یہ دل کو نیزہ و خنجر سے کم نہیں

کھینچا یہ کہہ کے آنکھ سے ناوک جو ایک بار — منہ بند زخم کھل گیا چھوٹی لہو کی دھار
پونچھا جو خوں تو بولے یہ عباس نامدار — صد شکر کی زیارت آقائے ذی وقار
قرآں کا رتبہ رکھتی ہے صورت امام کی
یہ آخری نکل گئی حسرت غلام کی

www.emarsiya.com

اکبر سے پھر کہا کہ اٹھاؤ تو مشک آب — خیمہ میں منتظر ہے سکینہ جگر کباب
پانی جو کچھ بچا ہو تو اے میرے ماہتاب — لے جاؤ سوئے خیمہ اہل حرم شتاب
تسکیں ہو ان کو پیاس سے جو بلبلاتے ہیں
کہنا کہ پانی آ گیا عمو بھی آتے ہیں

اکبر اٹھا کے مشک سکینہ جو پاس لائے — تیروں کے جابجا کئی سوراخ اس میں پائے
عباس بھر کے آہ یہ بولے کہ ہائے ہائے — تقدیر کے نوشتہ کو کیونکر کوئی مٹائے
چھوتے ہی مشک آنکھوں کے ساغر چھلک پڑے
پانی کے بدلے خون کے قطرے ٹپک پڑے

تڑپے اک آہ کھینچ کے عباس نوجواں — تھرایا جسم روح گئی جانب جناں
بس ہائے بھائی کہہ کے ہوئے غش شہ زماں — آنکھوں سے ٹپکے اشک وہ دل سے اٹھا دھواں
حیدر جناں سے آئے تن چاک چاک پر
اکبر پچھاڑ کھا کے گرے فرش خاک پر

خیمہ کے در سے دیکھ رہے تھے حرم یہ حال — پردے سے نکلے پڑتے تھے اطفال خورد سال
تھا بیبیوں میں شور کہ ہے ہے علی کے لال — جاری تھے اشک آنکھوں سے بکھرے ہوئے تھے بال
یوں پیٹتے تھے سب کہ زمیں تھرتھراتی تھی
آواز گریہ خیمہ سے دریا تک آتی تھی!

چلا رہی تھی ڈیوڑھی سے بنت شہ عرب — ہے ہے چچا شہید ہوئے ہو گیا غضب
دریا سے پہونچے چشمہ کوثر پہ تشنہ لب — کیا جانتی تھی پھر کے نہ آپ آئیگا اب
عمو کمی نہ ہوگی مرے اضطراب میں
جب تک دکھانہ جائیے گا شکل خواب میں

حضرت یہ چاہتے تھے ترائی سے لاش اٹھائیں — مشتاق ہیں جو دید کے دیدار انہیں دکھائیں
لیکن جدا جو عضو ہیں کیونکر انہیں ملائیں — یہ بھی ہے دل کو شاق کہ جنگل میں چھوڑ جائیں
جان آرزو فدا ہوئی شہ تشنہ کام پر
تکیہ کیا مشیت رب انام پر